امام طحاوی کی کتاب اختلاف الفقہاء

محمد صغیر حسن معصومی

امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی (المتوفی سنہ ۳۲۱ھ) سر خیل علماء حنفیہ ہیں، بجا طور پر ان کا شمار مجتہدین میں ہوتا ہے۔ ان کی شرح معانی الآثار مدارس عربیہ کے نصاب میں داخل ہے اور اپنے فن میں نادر کتاب ہے۔ ان کی شرح مشکل الآثار چار جلدوں میں حیدرآباد سے چھپ چکی ہے مگر کچھ جلدیں اب تک دستیاب نہیں۔ اس کتاب کی اہمیت کے پیش نظر اندلسی امام ابن عبدالبر نے اس کا اختصار کیا اور مختصر شرح مشکل الآثار نام رکھا۔ مالٹا کے حنفی عالم یوسف الحنفی نے المعتصر من المختصر کے نام سے مختصر کا اختصار پیش کیا جو دو جلدوں میں زیور طباعت سے آراستہ موجود ہے۔ امام طحاوی کی ایک نایاب کتاب اختلاف الفقہاء کی جلد اول عربی اور انگریزی مقدموں نیز مختصر تعلیقات کے ساتھ راقم الحروف نے تیار کی اور ادارۂ تحقیقات اسلامی نے اپنے پریس میں اہتمام کے ساتھ چھاپ کر شائع کیا۔ جو حصہ لوگوں کو پیش کیا گیا ہے راقم الحروف کے ہاتوں کے لکھے ہوئے نسخے کا ایک چوتھائی ہے اس کی تحقیق دارالکتب المصریہ کے واحد نسخے کی مدد سے کی گئی ہے۔ اس مضمون کے لکھنے کا مقصد اس وقت علامہ طحاوی کا حال بیان کرنا نہیں نہ ان کی کتاب کے مضامین کا جائزہ لینا ہے، صرف یہ تحقیق مقصود ہے کہ اس کتاب کی نسبت امام طحاوی کی طرف کہاں تک صحیح ہے۔ محققین کے مسلک کے مطابق کسی واضح ثبوت و شہادت کی عدم موجودگی میں اس کتاب کی نسبت امام طحاوی کی طرف کسی طرح مشتبہ قرار نہیں دی جا سکتی۔

اختلاف الفقہاء للطحاوی جلداول کے نسخے کو دیکھ کر ملک کے نامور

محدث حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری مدفیوضہ نے اپنے موقر ماھنامے بینات بابت ستمبر سنہ ۱۹۷۲ء میں ایک نہایت قیمتی تبصرہ رقم فرمایا ہے۔ ان کی کرم فرمائی میرے لئے موجب تشجیع ہے۔ جس توجہ سے آپ نے اس کا مطالعہ کیا ہے وہ آپ ھی کا حصہ ہے اور راقم الحروف کے حق میں جس عزت افزائی کا اظہار کیا ہے اس کا جس قدر شکریہ ادا کیا جائے کم ہے۔

اس تبصرہ میں دو نکتے البتہ ایسے بیان ہوئے ھیں جن کی وضاحت اس لئے ضروری سمجھی گئی کہ ممکن ہے مزید راھنمائی ظہور پذیر ھو۔

پہلا اھم نکتہ یہ ہے کہ حضرت مولانا نے کتاب کی ایک عبارت سے استشہاد کرتے ھوئے اس بات پر اصرار کیا ہے کہ یہ کتاب امام طحاوی کی اختلاف الفقہاء نہیں بلکہ امام ابو بکر جصاص الرازی کا اختصار ہے، جیسا کہ بیسویں صدی عیسویں کے محقق شیخ الاسلام شیخ محمد زاھد کوثری کا خیال ہے اور جس کے صحیح نہ ھونے کا دعوی راقم سطور نے(کتاب کے مقدمہ میں صفحہ ۳۰ پر قدرے تفصیل کے ساتھ کیا ہے۔ اس قسم کے خیال کا اظہار جرمن مستشرق فریڈریک کرن نے اپنے تحقیق کردہ اختلاف الفقہاء للطبری کے مقدمے کے فٹ نوٹ میں بھی کیا ہے۔ فریڈرک کرن کا کہنا یہ ہے کہ امام طحاوی کے نص اختلاف الفقہاء میں ''قال ابو بکر،، کا جابجا پایا جانا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ ابو بکر رازی کا اختصار کردہ نسخہ ہے۔

اس میں شبہہ نہیں کہ حضرت مولانا کی توجہ دلانے سے پیشتر میں اس غلطی میں مبتلا رھا کہ ''قال ابو بکر،، نص کتاب میں موجود نہیں اور اور اسی وجہ سے مقدمہ کتاب (ص ۳۲) میں یہ لکھ گیا کہ فحص و تفتیش سے ظاھر ھوتا ہے ''قال ابو بکر،، ٹائٹل پیج کے علاوہ کہیں موجود نہیں، حقیقت یہ ہے کہ یہ الفاظ اس مخطوطہ میں تقریباً چوبیس جگہوں میں واقع

ہوئے ہیں ۔ اور اس لئے مجھے اعتراف ہے کہ پروفیسر کرن کے ظن کو جو میں نے ''بعید من السداد،، کہا ہے صحیح نہیں ہے ۔ انشاءاللہ جلد ثانی کی اشاعت کے وقت اس غلطی کی تصحیح کردی جائے گی ۔

البتہ راقم الحروف کو حضرت مولانا کے استشہاد سے اطمینان نہیں ہوا اور جیسا کہ تفصیل سے ظاہر ہوگا اس کتاب کو ابوبکر رازی کے اختصار سے تعبیر کرنا کسی طرح قرین قیاس معلوم نہیں ہوتا کیونکہ ان ساری عبارتوں (جن کی تعداد ۲۴ ہے) سے کسی طرح یہ واضح نہیں ہوتا کہ موجودہ نسخہ کتاب کا اختصار ہے اصل کتاب نہیں البتہ ''قال ابوبکر،، کا وجود صرف اس بات پر دال ہے کہ کسی (۱) ابوبکر نے ان مقامات میں امام طحاوی پر نقد و تبصرہ کیا ہے اور تعلیقات کا اضافہ کیا ہے ۔ ظن غالب یہ ہے کہ کاتب نسخہ نے ان تعلیقات کو اصل کتاب کا جزو سمجھ کر داخل متن کردیا ۔ کیونکہ صرف دو چار مقامات میں ابوبکر کا قول مسائل کے آخر میں مذکور ہے ورنہ بقیہ سارے مقامات میں ''قال ابوبکر،، سے پہلے اور بعد میں امام طحاوی کی تشریحی بحثیں بھی موجود ہیں ۔ اگر اختصار ہوتا تو امام طحاوی کے دلائل کے رد میں دلائل ضرور پیش کئے جاتے ۔

دوسری بات جو قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ عبارت ''ذکر ابو جعفر عن اصحابنا،، صرف ایک جگہ وارد ہے جس کی نشان دہی حضرت مولانا نے کی ہے دوسری جگہوں میں کہیں ''ذکر ابو جعفر،، نہیں پایا جاتا ۔

امام طحاوی کے متقدمین شیوخ میں ابو بکر خصاف بھی تھے جن کا نام احمد بن عمر الشیبانی ہے (المتوفی سنۃ ۲۶۱ھ-۸۷۴ع) جو بڑے فقیہ تھے اور کتاب الخراج، کتاب الحیل، کتاب الشروط الکبیر و الصغیر، کتاب احکام الوقوف اور کتاب المحاضر و السجلات وغیرہ کے مصنف تھے ۔ نیز امام طحاوی کے معاصر صغیر امام ابوبکر بن منذر الشافعی تھے جن کی اختلاف الفقہاء کے

ابتدائی اجزا ہمارے ہاتھوں میں ہیں۔ کیا عجب کہ ''ابوبکر،، سے مراد ان میں سے کوئی صاحب ہوں اور ابو بکر جصاص نہ ہوں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ان سارے مواضع میں کاتب یا کسی قاری نے ''مختصر الطحاوی،، کی شرح للرازی سے ابوبکر رازی کے اقوال حاشیے میں یا بین السطور نقل کردئے ہوں اور اس کتاب کو نقل کرنے والے نے ان کو داخل متن کردیا ہو۔

البتہ ان باتوں کی تحقیق و تثبیت صرف اسی تقدیر پر ممکن ہے کہ کتاب زیر تبصرہ کا دوسرا نسخہ حاصل ہوجائے۔ (اب تک راقم کو کسی دوسرے نسخے کے وجود کا علم نہیں)۔

ذیل کے سطور میں آپ کے سامنے کتاب اختلاف الفقہاء للطحاوی کی وہ عبارت نقل کی جاتی ہے جس سے حضرت مولانا مدظلہ نے استدلال کیا ہے کہ یہ کتاب در حقیقت امام رازی کی مختصر ہے اصل اختلاف الفقہاء نہیں۔

صفحہ ۱۰۱ (شائع شدہ اختلاف الفقہاء جلد ۱) پر حلف بالامانة کے ذیل میں عبارت ملاحظہ کیجئے:

ذکر ابو جعفر عن اصحابنا فیمن حلف بامانة الله انها لیست یمین قال ابو بکر و لیس کذلك الجواب فی الاصل هی یمین عندهم وقال الشافعی لیست یمین قال ابو جعفر قال الله تعالی: انا عرضنا الامانة علی السموات والمراد الایمان و الشرائع الخ۔

ابو جعفر نے ہمارے اصحاب سے یہ بیان کیا کہ جس نے اللہ کی امانت کی قسم کھائی تو یہ قسم نہیں ہے ابوبکر فرماتے ہیں ایسا نہیں ہے امام محمد کی کتاب اصل (جو پوری اب تک نہیں چھپی ہے) میں جواب مذکور ہے کہ ان کے نزدیک یہ قسم ہے اور شافعی فرماتے ہیں کہ یہ قسم نہیں ہے ابو جعفر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی فرماتا ہے ''ہم نے امانت آسمانوں پر پیش کی،، مراد یہ ہے کہ قسموں اور شریعتوں کو پیش کیا۔

اس عبارت کے بعد سعد بن جبیر، مجاهد کے آثار اور الولید بن نعامة الطائی کی حدیث ''قال رسول‌الله صلی‌الله علیه وسلم من حلف بالامانت فلیس منا،، سے امام طحاوی نے استدلال کیا ہے کہ حلف بالا مانة حلف باللہ سے خارج ہے یعنی یمین نہیں، اس مسئلے کی وضاحت مبسوط للسرخسی جلد ۸ صفحہ ۱۳۳ پر بھی ملاحظہ ہو، جہاں امام طحاوی کی رائے مذکور ہے۔

اس میں شبہ نہیں کہ عبارت بالا میں ابوبکر نے طحاوی کے بیان کی تردید کی ہے۔ البتہ حسب ذیل دو باتیں قابل غور ہیں:

(ا) اس کتاب میں ''ذکر ابو جعفر عن اصحابنا الخ،، ایسی عبارت ہے جو اس کتاب کے ما قبل اور مابعد کے مسائل کی ابتدا میں کہیں مذکور نہیں۔ عام طور سے مسائل کے ذیلی عنوانات کے بعد ''قال اصحابنا،، سے عبارت کی ابتدا ہوتی ہے یا ''قال ابو یوسف،، ''قال حماد،، ''قال ابو حنیفه،، یا کسی حنفی امام کے قول سے ابتدا کی گئی ہے۔ بنا بریں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عنوان کے بعد خالی جگہ میں ابو بکر کی تعلیق تحریر میں آئی جس کو بعد میں متن میں داخل کردیا گیا۔ البتہ ''عندھم،، کا اظہار اور پھر بعد میں امام شافعی کے قول کا ذکر اس بات کو چاھتا ہے کہ یہ ''ابوبکر،، ابوبکر رازی نہیں، بلکہ اغلب یہ ہے کہ امام طحاوی کے معاصر ابوبکر محمد بن منذر الشافعی ہوں۔ کیونکہ امام رازی ''عندھم،، کی جگہ ''عندنا،، فرماتے الا یہ کہ ''عند ھم،، میں ''ھم کی ضمیر ''اصحابنا،، کی طرف راجع کریں کہ یہ بھی قرین قیاس ہے۔

(ب) اس عبارت کے بعد امام طحاوی کا استدلالی بیان جو اکثر احناف و دیگر ائمہ کے اقوال کے بعد بیشتر مقامات میں آثار و احادیث پر مشتمل مذکور ہوتا ہے یہاں بھی موجود، نیز ابتداء کتاب سے تا اختتام موجودہ نص کے اسلوب میں یکانگت موجود ہے۔

علاوہ ازیں ابوبکر والی عبارت سے نقد کا اظہار تو ہوتا ہے، اختصار کی شہادت نہیں ملتی، المعتصر من المختصر (جس کا ذکر اوپر آچکا ہے) کی عبارت سے تلخیص و اختصار کی وضاحت ہوجاتی ہے۔ اگر اختلاف الفقہاء بھی اختصار ہوتی تو عبارت سے اشارۃً و کنایۃً بلکہ صراحۃً ضرور وضاحت ہو جاتی۔ چنانچہ المعتصر کی عبارتوں سے قاضی ابو الولید الباجی کے الفاظ و ایرادات اور صاحب تلخیص قاضی ابو المحاسن یوسف بن موسی الحنفی کے جوابات صاف طور پر تحریر ہیں)دیکھئے المعتصر ج ۱ طبعہ ثانیہ، حیدرآباد ص‌ص ۱۱ - ۵۱ - ۷۸ - ۸۳ - ۱۰۷ - ۱۱۰ - ۱۲۵ - ۱۵۵ - ۱۶۰ -)

دوسری عبارت جس میں ''قال ابوبکر'' کے الفاظ موجود ہیں، حسب ذیل ہے :-

''قال ابو جعفر لم نجد عن اصحابنا توقیت المضاربة و قیاس قولهم فی الوکالة انها لاتختص بالوقت لانهم قالوا لو وکل رجلا ببیع عبده الیوم فباعه غدا جاز وکانت کالوکالة المطلقة۔

قال ابو بکر هذا لیس بشی لانهم یقولون لو قال بعه الیوم ولاتبعه غدا لم یکن له بیعه غدا و کذلك لو قال علی ان یبیعه الیوم دون غد۔

و قال مالك و اللیث و الشافعی اذاو قتها فسدت۔

استحقاق اجرت کے عنوان کے ماتحت اصحاب حنفیه اور دوسرے ائمه کے اقوال کے بیان کے بعد فرماتے ہیں (ورقة ۷۰ و) :

''وقال ابو جعفر قد اتفقوا علی انه لو عجل له الاجرو قبضه المواجر انه یملکه فدل علی انه قد ملکه بنفس العقد لان مالایکون مملوکا بالعقد لا یملك بالقبض کالمشترا علی ان البایع بالخیار'' ۔

''قال ابو بکر لا یملکه بالقبض و انما یملکه بالتعجیل و معنی التعجیل

تعجیل الملک و لو عجله له ولم یقبضه لملکه و قد یملک ایضاً عندنا بالقبض دون العقد کالھبة و الصدقة والبیع الفاسد۔

قال ابو جعفر و اما وجوب قبض (الاجرة) فینبغی ان یکون بازاء قبض المنافع لقبض المبیعان بازاء قبض ابدا لھا و لیس قبض المستاجر بازاء قبض المبیع لان المبیع یصیر فی ضمان المشتری بالقبض و المنافع لاتصیر فی ضمانه بقبض المستاجر۔

قال ابو جعفر روی سفیان بن عیینة و عبداللہ بن عمر عن عبدالکریم بن بن ملک عن مجاھد عن عبدالرحمن بن ابی لیلی عن علی علیه السلام قال بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم الی الجزار الذی جزر بد نه فامرنی ان اقوم علی بد نه و ان اقسم جلودھا و حلالھا و ان لا عطی الجزار منھا شئیا منھا و قال انا نعطیه من عندنا و فی لفظ اخر انا نعطیه من غیر ذلک۔

قال ابو جعفر و ھذا عبدالکریم الخ

ورق ۳۴۱ ظ میں بعنوان ''فی الشفعة ھل تورث،، ملاحظه کیجئے

قال ابو جعفر الشفعة رای فی الا خذ فلا تورث کمالا یدخل فی الوصیة قال ابو بکر و ایضا انھا حق یملک به کخیار القبول،

ان مختلف عبارتوں سے واضح ھے که ابو بکر نے امام ابو جعفر طحاوی کے بیان کردہ مسائل کے خلاف یا بطور اضافه کچھ سطروں کا اضافه کیا ھے کسی عبارت سے امام طحاوی کے اقوال کا اختصار یا حذف کرنا ظاھر نھیں ھوتا بلکه دو چار مقامات کے علاوہ سارے ان مواقع میں جھاں ''قال ابوبکر،، کے الفاظ پائے جاتے ھیں ان کے بعد امام طحاوی کے دلائل جو بیشتر آثار صحابه یا احادیث نبویه پر مشتمل ھیں مذکور ھیں ۔ بنابریں یه قرین قیاس معلوم ھوتا ھے که ''قال ابوبکر،، کے عنوان سے بین السطور یا حواشی پر تعلیقات کا اضافه کیا گیا ھے، کاتب نے اس وجه سے که بھت سی جگھوں میں

مصحح نے کچھ الفاظ حاشیے پر لکھے ہیں ان تعلیقات کو بھی اضافہ سمجھ لیا اور داخل متن کر لیا۔

پھر یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ اختلافی اقوال کے مجموعے کا اختصار کس نہج پر ہوسکتا ہے، امام طحاوی کی کتاب مختصر الطحاوی ہمارے پیش نظر ہے اور ان کی شرح معانی الآثار نیز بیان مشکل الحدیث یا مشکل الاثار بھی ہمارے ہاتھوں میں ہیں اور ان سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اختلاف الفقہاء میں جہاں تک اقوال ائمہ کا تعلق ہے اسی کتاب میں مختصر الطحاوی کا اسلوب ظاہر ہے، البتہ اپنے قول کی تائید میں آثار و مرویات سے شواہد کے بیان کرنے سے گریز نہیں کرتے، بلکہ تقریباً ہر مسئلہ کے اختتام میں انھوں نے اپنے قول کی وضاحت کی ہے۔

علماء کرام نے غالباً اسی وجہ سے مختصر الطحاوی کی شرح لکھی ہے اور اس کے شارحین میں امام ابو بکر جصاص الرازی نمایاں ہیں اور بہتوں نے طوالت کے پیش نظر معانی الآثار و مشکل الآثار کا اختصار کیا ہے۔

امام ابو بکر جصاص الرازی کی معرکۃ الارا کتاب احکام القرآن کی جلدیں ہمیں دستیاب ہیں اور ان میں اختلافی مسائل اور اختلافی اقوال کے جا بجا ابواب بھی موجود ہیں نیز امام ابو جعفر طحاوی کے بیانات اور ان کے بیان کردہ مرویات کے حوالے بھی موجود ہیں مگر کہیں ان کی کتاب اختلاف الفقہاء کا ذکر نہیں اور نہ اختلافی اقوال کے سلسلے میں اختلاف الفقہاء کے اختصار کا ذکر ملتا ہے اس سلسلے میں اگر ذکر کرتے ہیں تو شرح مختصر الطحاوی کا۔ ملاحظہ فرمائیے احکام القرآن للجصاص جلد اول صفحہ ۸۲ :

”وقد ذکرنا اختلاف الصحابة فیه (أ فی الجد) فی شرح مختصر الطحاوی“

”جد (دادا) کے حصہ ترکہ کے بارے میں صحابہ کرام کے اختلاف کا ذکر ہم نے شرح مختصر الطحاوی میں کیا ہے“۔ امام طحاوی کے مزید حوالے کتاب

مذکور جلد اول کے حسب ذیل صفحات میں ملاحظہ فرمائیں : ۵۳-۶۷-۱۱۹-۲۱۱- جلد دوم صفحہ ۶۵ جلد سوم ص ۲۶۱-۳۲۵-

اب آئیے صاحب کشف الظنون کے بیان پر بھی غور کرلیں تو سب سے پہلے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ابن الندیم (ص ۲۷۴) اور علامہ ابن عبدالبر (بحوالہ مفتاح السعادۃ لابن عبد العزیز ج ۲ ص ۱۳۷ . .) کے بیان کے خلاف انھوں نے اختلاف الفقہاء کا ذکر عنوان ''اختلاف العلماء،، کے ذیل میں کیا ہے (قائمہ ۳۲ حوالوں کی تفصیل کے لئے دیکھئے راقم کی تحقیق کردہ کتاب کا مقدمہ ص ۳۰) اور خود مخطوطہ مصر کا سرورق بتاتا ہے ''الجز الثانی من احکام القرآن للشیخ الامام ابی بکر الرازی المعروف بالجصاص،، اور اس عنوان کے تحت میں مرقوم ہے : ''فہرست : صرف عتاق۔ صید . . . وغیرہ،، پوری عبارت دیکھئے کتاب مطبوعہ مقدمہ ص ۳۲ پر، اور دارالکتب المصریہ کے کٹیلاگر نے عنوان کتاب کے خانہ میں لکھا ہے ''اختلاف الفقہاء الجزء الثانی،، جرمن مستشرق فریڈرک کرن بھی جس نے ابن جریر طبری کی کتاب اختلاف الفقہاء کے کے کچھ حصے کو سنہ ۱۹۰۲ع میں شائع کیا اس کتاب کا عنوان ''اختلاف الفقہاء لابی جعفر الطحاوی الحنفی لکھا ہے (ص ۵)۔ صرف صاحب کشف الظنون کے بیان کے مطابق اس کا نام ''اختلاف العلماء،، کے عنوان کے ماتحت ''اختلافات الروایات،، لکھا ہے۔ پوری عبارت حسب ذیل ہے : ''اختلاف العلماء — صنف فیہ جماعۃ منھم الامام ابو جعفر احمد بن محمد الطحاوی الحنفی المتوفی سنۃ لاحدی و عشرین و ثلثمائۃ و یقال لہ اختلاف الروایات و ہو فی مائۃ و نیف و ثلاثین جزاً و قد اختصر، الامام ابوبکر احمد بن علی الجصاص الحنفی المتوفی سنۃ سبعین و ثلثمائۃ،،۔

جیسا کہ صاحب کشف الظنون کا طریقہ ہے، اختلاف الروایات کے لئے الگ عنوان قائم کرنا چاہئے تھا، چنانچہ انھوں نے فقیہ ابو اللیث سمر قندی

کی ''مختلف الروایۃ،، کو ''اختلاف العلماء،، کے ذیل میں ذکر نہیں کیا اور الگ عنوان حرف میم کے ذیل میں ذکر کیا ہے ساتھ ہی شیخ علاء سمر قندی کی مختلف الروایۃ کے لئے بھی الگ عنوان قائم کیا ہے (ملاحظہ ہو کشف الظنون ج ۲ قائمہ ۱۶۳۶)۔

صاحب کشف الظنون کی مضطرب البیانی کی شکایت حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی کو بھی ہے۔ چنانچہ فوائد بہیہ ص ۲۸ میں فرماتے ہیں : ''و ذکر صاحب کشف الظنون عند ذکر احکام القرآن انہ لمحمد بن احمد المعروف بالجصاص الرازی المتوفی سنۃ سبعین وثلثمایۃ و قال عند ذکر شراح ادب القضاء للخصاف منہم ابو بکر احمد بن علی . . . . و قال عند ذکر شراح مختصر الکوفی والامام ابو بکر محمد بن علی المعروف بالجصاص الحنفی فانظر الی ھذہ الاختلافات یسمیہ تارۃ احمد بن علی و تارۃ محمد بن علی و تارۃ محمد بن احمد و الصواب ھوالاول،،۔

''یعنی صاحب کشف الظنون نے احکام القرآن کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ کتاب محمد بن احمد مشہور بہ جصاص الرازی (متوفی سنہ ۳۷۰ھ) کی ہے اور اصول الفقہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ امام ابوبکر احمد بن علی مشہور بجصاص الرازی (متوفی سنہ ۳۷۰ھ) کی ہے اور خصاف رح کی ادب القضاء کے شارحین میں ابو بکر احمد بن علی کو شمار کیا ہے اور کرخی کی مختصر کی شرح کے ذکر میں امام ابو بکر محمد بن علی مشہور بہ جصاص حنفی لکھا ہے، تو ان کے ناموں کے اختلاف کرنے کو دیکھو کبھی تو احمد بن علی کہتے ہیں اور کبھی محمد بن علی اور کبھی محمد بن احمد، اول نام صحیح ہے۔

(استانبول کے مطبوعہ ایڈیشن میں ظاہر ہے اڈیٹر نے ان ناموں کی تصحیح کردی ہے البتہ فٹ نوٹ میں واضح کردیا ہے کہ پیرس کے مخطوطہ (ایڈیشن) میں بھی اختلافات موجود ہیں)۔

بنابریں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صاحب کشف الظنون نے مختصر الطحاوی کے خیال کے ماتحت ''اختلاف العلماء،، کے ذکر کے ساتھ اس کے اختصار کا ذکر بھی کردیا ہے، اور صاحب کشف الظنون پر اعتماد کرتے ہوئے حضرت العلامہ شیخ زاہد الکوثری بھی ان کے ہم نوا ہو گئے۔ بظاہر یہ یقینی امر ہے کہ کتاب کے نسخے کو نہ صاحب کشف نے دیکھا اور نہ الحاوی فی سیرۃ الطحاوی،، تحریر کرتے وقت اصل متن شیخ کے پیش نظر رہا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ لکھ گئے کہ ''اس میں چاروں ائمہ کے اقوال ہیں،، جس کی نشان دھی راقم نے مقدمہ میں کی ہے اور جس کا اعتراف محترم العلامہ بنوری صاحب نے بھی کیا ہے۔

ان تفصیلات کے پیش نظر جن کا ذکر ابھی کیا گیا یہ دعوی کہ ''یہ کتاب جو اختلاف الفقہاء کے نام سے طبع ہو رہی ہے یہ مختصر اختلاف الفقہاء ہے اور ابوبکر جصاص رازی کی تالیف ہے طحاوی کی کتاب نہیں ہے،،۔ تاریخی شہادت و قرائن سے پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتا۔ یہ دعوی درحقیقت دعوی نہیں بلکہ اس راقم کے دعوی کا انکار ہے جس کے ثبوت کے لئے کتاب کی عبارت مذکور الصدر پیش کی گئی ہے اور یہ بات واضح کی جا چکی ہے کہ عبارت مذکورہ اختصار پر دلالت نہیں کرتی بلکہ تشریح مزید کی حامل ہے۔

دوسرا نکتہ جو حضرت مولانا نے لکھا ہے وہ حسب ذیل ہے: (دیکھئے بینات رجب المرجب سنہ ۱۳۹۲ ص ۳۱) ''مقدمہ کے صفحہ ۱۲ پر مروزی کا نام احمد بن نصر ذکر کیا ہے صحیح محمد بن نصر ہے،،۔

اس نکتے کے متعلق گذارش ہے کہ یہ عبارت ابن ندیم کی ہے خاکسار کی نہیں جس پر ہندسہ ۱۹ قوسین میں حوالہ کے نمبر پر دال ہے مقدمہ کی عبارت یہ ہے: (مقدمہ ص ۱۲)۔

" . . . فانه یقول : المروزی، واسمه احمد بن نصر و له من الکتب کتاب اختلاف الفقہاء الکبیر الخ"۔

بظاہر حضرت مولانا کے ذہن میں مشہور محدث محمد بن نصر رہے ہیں جو المسند المروزی کے مولف ہیں اور جن کی کوئی کتاب اختلاف الفقہاء نام کی نہیں ۔